اُمّیتِ رسول ﷺ اور مستشرقین
(اختصاصی مطالعہ کنیتھ کریگ)

Illiteracy of the Holy prophet ﷺ and Orientalists
(Special Study of Kenneth Cragg)

ڈاکٹر میمونہ تبسم*

ریاض احمد**

ABSTRACT

Kenneth Cragg (1913-2012) was an English Anglican Bishop. He spent most of his time in Middle East. He studied the Holy Quran and other Islamic literature during his stay in Syria, Egypt and Jerusalam. He bears a high ranking position among the Islamists. He mostly discussed the Qura'n the Holy Prophet ﷺ, and the Muslisms- Christians relations.

This research article comprises a discussion on his views about the illiteracy of the Holy prophet ﷺ. He said that the Prophet Muhammad ﷺ was not illiterate as the Muslims claim. He argues that the Holy Qur'an called Him Ummi because the Arabs had no revealed book in their own language (Arabic) before the revelation of the Holy Quran and after the revelation of the Holy Qura'n they were not remained Ummiyyun (illiterate). In other words he said that the Holy Prophet could read and write. In this article, it is tried to analyse the views of Cragg in the light of Islamic literature and found out that the Holy Prophet ﷺ was illiterate and the word Ummi means illiterate, not a man without a Scripture as Cragg said.

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج فار ویمن یونیورسٹی، لاہور۔

** لیکچرر، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ مسلم ڈگری کالج، 41ج ب، فیصل آباد۔

گزشتہ دو تین صدیوں کے دوران مغرب میں بہت سی ایسی شخصیات منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئیں جنھوں نے مطالعہ اسلام سے متعلق کسی نہ کسی میدان میں کلیدی کردار ادا کیا اور اس کے مثبت و منفی دوررس اثرات مرتب ہوئے۔ ان میں سے کچھ شخصیات نے قرآن پر زور آزمائی کی، کچھ نے حدیث کو اپنی توجہات کا مرکز بنایا، کچھ نے سیرت رسول ﷺ پر زور قلم صرف کیا اور ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جنھوں نے پورے اسلام کو اپنی ترجیحات کا مرکز بنایا۔ لیکن ان میں سے اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جنھوں نے اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ کر اسلام کا مطالعہ کیا انھیں اسلام میں سوائے برائی کے کچھ نظر نہ آیا۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو اسلام کو دین ماننے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں مگر ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جنھوں نے اسلام کا حقیقت پسندانہ مطالعہ کیا۔ انھوں نے اسلام کی حقانیت کا اعتراف کرتے ہوئے غلامی رسول ﷺ کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیااور انھیں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اسلامی تعلیمات کو تسلیم بھی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ انھیں منطقی اور عقلی استدلال کے ذریعے حرف تنقید بھی بناتے ہیں اور اپنے تیئں اسلام کی اہمیت کو کم کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾(۱)

(یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے چراغ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کرکے رہے گا۔)

انھی عیسائی اسکالرز میں ایک شخصیت جس کا اسلام کے ساتھ ستر (۷۰) سال سے زیادہ عرصہ تک تعلق رہا، اس نے اپنی ساری زندگی بطور بشپ، مشنری، اسکالر اور معلم کے گزاری۔ یہ بشپ کنیتھ کریگ (Kenneth Cragg) (ت ۱۹۱۳ء۔ ۲۰۱۲ء) کی شخصیت ہے جو بنیادی طور پر ایک پادری تھا۔ مغرب میں آج اس کی تحریرات کو مسلم عیسائی تعلقات کے حوالے سے سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ اس نے اپنی زندگی کا زیادہ عرصہ مڈل ایسٹ میں گزارا۔ اس نے امریکن یونیورسٹی بیروت میں فلسفہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ اسلام کا تفصیلی مطالعہ اور عربی زبان پر عبور حاصل کیا۔ اس کی تحریرات سے پتہ چلتاہے کہ اس نے قرآن کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا۔اس کا پی۔ایچ۔ڈی کا مقالہ بھی اسلام سے متعلق تھا۔ جس کا عنوان تھا:

"Islam in the Twentieth Century: The Relevance of Christian Theology and the Relation of the Christian Mission to Its Problems".

اس نے اپنی ساری زندگی درس و تدریس او رتصنیف و تالیف میں گزار دی۔کریگ نے ساٹھ (۶۰)سے زائد کتب اور سینکڑوں مضامین لکھے۔اور ۱۹۵۲ءسے ۱۹۶۰ءتک "The Muslim world" کے ایڈیٹر رہے۔اسلام سے متعلق آپ کی چند مشہور کتب یہ ہیں۔

1- The Call of the Minaret.

2- Sandals at the Mosque.

3- The Dome and the Rock.

4- The Envent of the Quran.

5- The Mind of the Quran.

6- Muhammad and the Christian.

7- Jesus and the Muslim.

8- Returning to Mount Hira.

9- Muhammad in the Quran.

10- The Tragic in Islam.

11- The Quran and the West.

12- The Mosque Sermons.

13- Reading in the Quran.

14- The Wisdom of Sufism (۲).

اس نے اپنی کتب میں قرآن اور سیرت رسول ﷺ کے مختلف موضوعات پر اپنے انداز میں بحث کی ہے زیر نظر مقالہ میں "امیت رسول ﷺ" پر اس کے خیالات کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

کنیتھ کریگ اور لفظ امی کا معنی

قرآن و حدیث کی تصریحات اور سیرت کے واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ ﷺ امی (ان پڑھ) تھے یعنی آپ ﷺ روایتی تعلیم سے ناآشنا اور نابلد تھے دوسرے الفاظ میں آپ ﷺ نہ لکھ سکتے تھے اور نہ ہی لکھا ہوا پڑھ سکتے تھے جبکہ کریگ قرآن پاک کی آیات (158،157:7) کے تحت اس بات پر زور دیتا ہے کہ قرآن نے جو آپ ﷺ کو امی کہا ہے وہ اس لیے نہیں کہ محمد (ﷺ) لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے بلکہ اس تناظر میں کہا ہے کہ آپ امیّون (ان پڑھ عرب) کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے اور اہل عرب کو اس لیے امیّون کہا گیا کہ ان کے پاس قرآن سے پہلے کوئی آسمانی کتاب ان کی زبان میں نہیں تھی ان کے برعکس یہود و نصاریٰ کے پاس آسمانی کتابیں تھیں گویا ان کے مقابلے میں اہل عرب آسمانی کتاب نہ ہونے کی وجہ سے امیّون کہلائے اور ان اہل عرب کی نسبت سے آپ ﷺ کو امّی کہا گیا۔

"Arabs by contrast, sadly and forlornly, were Ummiyyan-people lacking a sacred Scripture of their own, a holy book in their own tongue, a folk to whom no prophet had come" (۳).

(اس کے برعکس عرب بد قسمتی اور بے کسی سے امی لوگ تھے جن کے پاس ان کی اپنی زبان میں مقدس کتاب کی کمی تھی اور وہ ایک ایسی قوم تھی جسے کے پاس کوئی نبی نہیں آیا تھا)۔

"There are strong reasons for thinking that the vital phrase al-rasul al-nabi al-ummi(the Prophet -apostale who is unlettered) in surah 7 has to do, not with any inability to read or write, but with the fact that he belongs with, and is sent to a people who as yet possess no book of their own, who as yet have had no prophet of their own kin and kind" (۴).

(یہ سوچنے کے لیے کچھ مضبوط وجوہات ہیں کہ سورہ نمبر:7 میں الرسول النبي الامي کا جملہ لکھنے یا پڑھنے کی عدم صلاحیت کو نہیں ظاہر کرتا بلکہ یہ آپ ﷺ سے متعلق اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ جن لوگوں کی طرف آپ ﷺ بھیجے گئے ہیں ان کے پاس ابھی تک کوئی اپنی کتاب نہیں اور نہ ہی ان کے اپنے رشتہ داروں میں سے کوئی نبی نہیں ہوا)۔

اور ان عربوں کے پاس آسمانی کتاب ان کی اپنی زبان عربی میں نہ ہونے کی وجہ سے امیّون کہا گیا چونکہ پیغمبر محمد (ﷺ) ان کی طرف مبعوث کیے گئے تھے اس لیے انھیں عربوں کی نسبت سے محمد ﷺ کو امی کہا گیا۔

"Muhamamd is thus addressed as al-ummi the envoy from within that condition(as no mesenger could fail to be)to his native people in the task of al-Rasul al-Nabi(the sahred descriptives) making good the lack of an Arabic Quran (۵).

(محمد (ﷺ) کو اسی شرط کی بنا پر امی کہا گیا کیونکہ ان لوگوں کے پاس عربی قرآن نہ تھا)

کریگ کہتا ہے کہ قرآن پاک کی آیت:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾ (٦) (وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور اس سے پہلے تو وہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔)

میں انھیں کتاب کی تعلیم دینے کو کہا جارہاہے اور جو پہلے امیّون تھے اب کتاب کے نازل ہونے کے بعد امی نہیں رہے اس لیے امّی کی پہلی والی شرط ختم ہو گئی کیونکہ اب انھیں ان کی اپنی زبان میں کتاب مل گئی اور کتاب کے ملنے کے بعد وہ اب اُمّی نہ رہے اور نبی تو امّی تھے ہی نہیں اس لیے تو انھیں کتاب کی تعلیم کی ذمہ داری دی جارہی ہے(۷)۔

کریگ کہتا ہے کہ یہ بات نہیں کہ اہل عرب کسی نبی یا اس کی تعلیما ت سے واقف نہیں تھے بلکہ یہ ان تعلیمات کو اپنی زبا ن میں نہیں پاتے تھے اس لیے امّی کہلائے۔

"They were not unaware of previous revelations and these were being invoked and reiterated in Muhammad's words. The Quran presents its contents throughout as consistent with, and confirmatory of, all earlier Scriptures. The contradiction is only apparent. Careful reflections make it clear that the point about ummi is reinforced. It was not that previous Scriptures were wanting but

that they were not possessed in the native Arabic. There had been a long sequence of prophets, like Salih, Hud, and Shuaib of whom the Quran tells, sent to Ad or Thamud and other hearers, but these had not Scripturalised Muhammad's people. These were in no way as yet people with their authentic Book"(٨).

(وہ سابقہ وحی سے ناواقف نہ تھے انھیں صرف محمد (ﷺ) کے الفاظ میں ابھارا اور متحرک کیا گیا۔ قرآن تسلسل کے ساتھ سابقہ آسمانی کتب کی تصدیق کرتا ہے۔ فرق واضح ہے کہ امی کی اصطلاح ان پر لاگو کی گئی۔ وہ سابقہ آسمانی کتب نہیں جانتے تھے کیونکہ وہ ان کی اپنی زبان عربی میں نہیں تھیں۔ انبیاء کا ایک سلسلہ ہے جسے قرآن نے بیان کیا جیسے صالح، ہود اور شعیب علیہم السلام، جو عاد، ثمود اور دوسروں کی طرف بھیجے گئے، لیکن انھوں نے محمد (ﷺ) کے لوگوں کو صاحب کتاب نہیں کیا۔ اس لیے اب تک وہ مستند کتاب کے بغیر تھے)۔

کریگ کہتا ہے کہ امی کی اصطلاح ہمیں دونوں ادوار مکی اور مدنی قرآن میں نظر آتی ہے اور ساتھ یہ بھی محمد ﷺ کا کہنا کہ وہ اس کام کی تکمیل کے لیے آیا ہے جو آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک انبیاء کرتے آئے ہیں اس لیے امی کی اصطلاح کو استعمال کیا گیا تاکہ اپنی نبوت کو آخری اور عالمگیر ثابت کیا جاسکے۔

"Meanwhile, the Ummi status of Muhammad in the Quran, as making good for his Meccan / Medinan scene the divine book in hand, privilege jewry had exemplified, believed itself to be fulfilling and confriming all that divine 'enwording'had granted to all the Prophets from Adam to Jesus. To these the ummi condition had needed to be added:in the adding it believed itself fulfilling the last, and universal prophethood"(٩).

(مکی اور مدنی دور کے قرآن میں محمد (ﷺ) کا امی مقام نمایاں رہا، حالانکہ ان کے پاس الہامی کتاب موجود تھی جو آدم سے عیسیٰ تک تمام الہامی کتب کی تصدیق کرتی ہے اس کے باوجود بھی امی شرط کا اضافہ کیا گیا، اس اضافہ کا مقصد اس بات کی یقین دہانی تھی کہ وہ آخری اور عالمگیر رسول ہیں)

کریگ کہتا ہے محمد ﷺ، قرآن اور مسلمانوں نے آپ ﷺ کو امّی اس لیے کہا تاکہ قرآن کا اعجاز ثابت کیا جاسکے کہ یہ ایسی کتاب ہے جو نہ صرف اپنی زبانی خصوصیات کی بنا پر لاجواب ہے بلکہ اپنے مضامین کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے۔اس کی ادائیگی ایک ایسے شخص کی زبان سے ہوئی جو ان پڑھ تھا جس نے کسی بھی شخص کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیے(10)۔

کریگ آپ ﷺ کے امّی ہونے پر ایک اور اعتراض اٹھاتاہے کہ اس بات پر سب شاہد ہیں کہ آپ ﷺ ایک کامیاب تاجر تھے جس کے لیے آپ ﷺ دور دراز کے سفر فرمایا کرتے تھے جبکہ تجارت میں لین دین کے معاملات اور معاہدات وغیرہ کرنے پڑتے ہیں،تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ آپ ﷺ لکھنا پڑھنا نہ جانتے ہوں(11)۔

کریگ قرآنی آیات سے وہ مطالب نکالتاہے جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ ﷺ امّیوں (اہل عرب)کی طرف مبعوث ہوئے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا آتَيْنَاهُمْ مِنْ كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَذِيرٍ﴾(12))(اور ہم نے نہ تو ان مشرکوں کو کتابیں دیں جن کو یہ پڑھتے ہوں اور نہ اے نبی تم سے پہلے ان کی طرف کوئی ڈرانے والا بھیجا)۔

کریگ کے بقول اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر نہیں کیا جن کے پاس آسمانی کتاب تھی اس سے بھی ثابت ہوا کہ امّی سے مراد کتاب کا نہ ہونا ہے۔اس ضمن میں وہ تحریر کرتا ہے:

'The unlettered prophet is the Prophet for the{as yet} unScriptured. There were antecedent Scriptures and there were peoples whom those Scriptures had made. Arabs were not among them. Nor, for profound reasons, were those existing Scriptures satisfactory or efficacious to confer Arab identity and unity. Being already possessed elsewhere those books were, we may say, pre-empted, essentially unavailable for the necessary Arab role. The scriptuarizing of the Arabs required and Arab prophecy and an Arabic speech,for,as surah34:44 has it. By such logic of the heart, it would seem, Muhammad came to the conviction that Arab/Arabic Scriptures there must be,and, thence, to the hesitant, and finally triumphant , discovery that the necessity was being met through words he found himself reciting.The prophet of the Scriptureless (an

Arab,for Arabs,in Arabic understood)seems, then the sens:,most adequate to what the Quran decisively is,of the phrse al- nabi al-ummi" (۱۳).

(ان پڑھ نبی سے مراد ایسا نبی جس کے پاس آسمانی کتاب نہ ہو۔ حالانکہ سابقہ آسمانی کتب تھیں اور وہ لوگ بھی جن کی طرف بھیجی گئیں۔ اہل عرب ان میں شامل نہیں تھے۔ وہ موجود کتب کافی حد تک عربوں کی وحدت کے اظہار کے لیے کافی نہ تھیں۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کتب کا پایا جانا ضروری عرب کردار کی نمائش کے لیے ناکافی تھا۔ عربوں کو صاحب کتاب کرنے کے لیے عرب پیغمبر اور عربی الفاظ کی ضرورت تھی، اسی لیے محمد (ﷺ) ان میں تشریف لائے تاکہ عربوں کے لیے عربی میں مقدس کتاب ہو۔ تھوڑی تگ و دو کے بعد وہ کامیاب ہوئے اور یہ ضرورت ان الفاظ سے پوری ہوئی جو انھوں نے اپنے میں تلاوت ہوتے پائے۔ وہ لوگ جن کی طرف مقدس کتاب نہیں آئی (عرب، عربوں کے لیے) ان کے پیغمبر سے متعلق یہ بات زیادہ واضح ہو جاتی ہے جسے قرآن نے النبی الامی کی اصطلاح سے بیان کیا)۔

اسی طرح کریگ آیت:

﴿فَإِنْ حَاجُوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ﴾(14)

((اے پیغمبر) اگر یہ لوگ تم سے جھگڑنے لگیں تو کہنا کہ میں اور میرے پیرو تو اللہ کے فرمانبردار ہو چکے اور اہل کتاب اور ان پڑھ لوگوں سے کہو کہ کیا تم بھی اللہ کے فرمانبردار بنتے اور اسلام لاتے ہو، پس اگر یہ لوگ اسلام لے آئیں تو بے شک ہدایت پالیں اور اگر تمہارا کہنا نہ مانیں تو تمہارا کام صرف اللہ کا پیغام پہنچادینا ہے اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے)۔

کے بارے میں بیان کرتا ہے کہ اس آیت میں اہل کتاب (یہود) اور امیون (اہل عرب) کو کہا گیا اس سے بھی ظاہر ہو گیا کہ اس سے مراد کتاب والے، یہود اور کتاب کے بغیر، اہل عرب ہیں جب کہ اس آیت میں یہ نہیں کہا گیا کہ وہ لوگ جو لکھنا پڑھنا جانتے ہوں (یہود) اور وہ لوگ جو لکھنا پڑھنا نہ جانتے ہو (اہل عرب)۔ یہی مضمون سورہ آل عمران آیت: 75 میں بھی بیان ہوا ہے۔ کریگ کے الفاظ میں:

"The contrast here would seem to be between jews and the non-scripturary peoples, rather than between those who read and those who do not"(۱۵).

(اس آیت میں تقابل یہودیوں اور ان لوگوں کے درمیان ہے جن کے پاس کوئی آسمانی کتاب نہیں اتری نہ کہ پڑھے اور ان پڑھ کے درمیان)۔

کریگ کے مندرجہ بالا اقتباسات سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

1- امّی کے معنی ان پڑھ نہیں جیسا کہ مسلمان مراد لیتے ہیں۔

2- اہل عرب کو امّیین اس لیے کہا گیا کیونکہ ان کے پاس اپنی زبان عربی میں کوئی آسمانی کتاب نہیں تھی۔

3- آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد امّیون کو کتاب کی تعلیم دینا تھا جو ایک ان پڑھ آدمی کیسے کر سکتا تھا۔

4- قرآن میں امّیون کا لفظ اہل کتاب کے مقابل استعمال ہوا ہے جس کا واضح معنیٰ یہ ہے کہ امیون کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جو کسی الہامی کتاب کے حامل نہیں۔

5- مسلمانوں نے قرآن کا اعجاز ثابت کرنے کے لیے آپ ﷺ کو امّی (ان پڑھ) کہا۔

قرآن پاک میں لفظ امّی چھ مقامات پر آیا ہے دو جگہ امّی بطور آپ ﷺ کے لقب کے استعمال ہوا ہے (16) اور چار مقامات پر لفظ امّیون (امّیین) آیا ہے ان میں سے دو جگہ لفظ امّیون اہل کتاب کے مقابل (17) اور ایک جگہ خاص اہل عرب کے لیے استعمال ہوا ہے اور ایک جگہ یہی لفظ یہودیوں کے لیے استعمال ہوا ہے (18) اس طرح یہ لفظ مختلف جگہ پر مختلف معنوں کے لیے استعمال ہوا اس لیے اس لفظ سے ایک ہی معنی مراد لینا قرآنی روح کے خلاف ہے ہر جگہ اس کے معنی قرآنی اسلوب اور سیاق و سباق کے لحاظ سے متعین کیے جائیں گے اس لیے بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ کریگ کے نظریات کا جائزہ لینے سے پہلے لفظ امّی کا معنی جاننے کے لیے اہل لغت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اہل لغت کے ہاں لفظ "امّی" کا مفہوم

ابن منظورؒ کے نزدیک لفظ امّی کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

"معنى الأمّي المنسوب إلى ما عليه جبلته أمّه أي: لايكتب فهو أمّي لأن الكتابة مكتسبة فكأنّه نسب إلى مايولد عليه أي: على ما ولدت أمّه عليه"(19).

(امی کے معنی ایسا شخص جو اسی حالت میں ہو جس پر اس نے ماں کے پیٹ سے جنم لیا ہو یعنی جو لکھنا نہ جانتا ہو وہ امی ہے کیونکہ کتابت کسبی ہے تو گویا اسے اسی حالت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جس پر اس کی ماں نے اسے جنا ہو)۔

امام راغب اصفہانیؒ کے نزدیک امی سے مراد ایسا شخص ہے جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

"الأمّي هو الّذی لایکتب و لایقراء من کتاب، و علیه حمل قول تعالی: ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ﴾(20)۔ (امی وہ شخص جو کتاب سے نہ لکھ سکتا ہو اور نہ پڑھ سکتا ہو جیسے اللہ کا یہ ارشاد: ترجمہ: وہی ذات ہے جس نے امیین میں انہی میں سے رسول بھیجا)۔ پھر لکھتے ہیں کہ: اس سے مراد عرب ہیں)۔

"قال الفرّا: "هم العرب الذین لم یکن لهم کتاب و قیل: منسوب إلی الأمة الذین لم یکتبوا لکونه عادتهم. مسمی بذلك لأنه لم یکن یکتب ولا یقراء من کتاب و ذلك فضیلة له"(۲۱).

(وہ عرب ہیں جن کے پاس کتاب نہیں تھی اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ ان لوگوں کی طرف منسوب ہے کہ جو عادتاً لکھتے نہیں تھے۔ یہ اس لیے ان کا نام پڑا کیونکہ وہ کتاب سے لکھتے پڑھتے نہ تھے اور یہ ان کی فضیلت تھی)۔

پھر لکھتے ہیں کہ ام القری کی نسبت سے الامی کہا گیا(۲۲)۔

امام ابن قتیبہؒ لفظ ''امی'' کا مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں:

"کلمة أمّی إلی أمة العرب التی لم تکن تقراء أو تکتب فقال: "قیل لمن لا یکتب أمّی؛ لأنه نسب إلی أمة العرب أی جماعتها ولم یکن من یکتب من العرب إلا قلیل"(23) ۔(کلمہ امی اہل عرب کے لیے تھا جو لکھتے پڑھتے نہ تھے، یہ بھی کہا گیا کہ یہ اہل عرب کی طرف منسوب ہے کیونکہ وہ لکھتے نہ تھے مگر سوائے تھوڑے لوگوں کے)۔

اس سے ثابت ہوا کہ اہل لغت کے نزدیک امّی کے معنی ایسا شخص جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو اور اس سے مراد اگر عرب لیے ہیں تو اس لیے کہ ان کی نہ صرف اکثریت لکھنا پڑھنا نہ جانتی تھی بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان میں لکھنے پڑھنے کا رواج ہی نہ تھا۔

مفسرین اور لفظ "امی"

اب قدیم و جدید مفسرین کے ہاں ان آیات کی تفسیر دیکھتے ہیں جن میں لفظ امّی یا اس کی جمع امیین (امیون) آیا ہے:

ا۔ ﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ ...﴾(۲۴)۔

(وہ لوگ جو نبی امی کی پیروی کرتے ہیں جن کے اوصاف کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انہیں نیک کام کرنے کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں۔۔۔)۔

امام سیوطیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"و أخرج ابن أبی حاتم، و أبو شیخ، عن إبراھیم النخعی فی قوله: ﴿النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ﴾ قال: کان لایقراء ولایکتب، عن قتادة فی قوله: ﴿الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ﴾ قال: ھو نبیکم علی الناس کان أمیاً لا یکتب"(25)۔ (وہ لکھتے پڑھتے نہ تھے، قتادہ کا قول ہے (الرسول النبی الامی) سے مراد لوگوں کی طرف تمہارے نبی تھے جو امی تھے، لکھتے نہیں تھے)۔

پھر حضرت ابن عمرؓ سے حدیث نقل کرتے ہیں:

"عن ابن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "إن أمة أمیة لاتکتب ولانحسب الشھر کذا و کذا"(26)۔ (رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: ہم امی لوگ ہیں جو لکھتے ہیں نہ حساب جانتے ہیں وغیرہ وغیرہ)

امام قرطبی فرماتے ہیں:

"﴿الْأُمِّيَّ﴾ ھو منسوب إلی الأمة الأمیة، التي ھي علی أصل ولادتھا، لم تتعلم الکتابة و لا قراءتھا"(۲۷)۔

(امی) ان پڑھ لوگوں کی طرف منسوب ہے جو اپنی پیدائش کی حالت پر ہوں، وہ لکھنا اور پڑھنا نہ جانتے ہوں۔

امام رازیؒ "امّی" کی دو وجوہ بیان کرتے ہیں:

ا۔ إنھم لما لم یدعوا الکتاب الإلھی و صفوا بأنھم امیون تشبیھًا بمن لایقراء ولایکتب.

(ان کے پاس جب الہامی کتاب نہ تھی، تو انہیں ان لوگوں کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے امی کی صفت سے موصوف کیا گیا جو نہ پڑھ سکتے ہوں اور نہ لکھ سکتے ہوں)۔

۲۔ أن يكون المراد أنهم ليسوا من أهل القراءة والكتابة، فهذه كانت صفة عامتهم، وإن كان فيهم من يكتب فنادر من بينهم(۲۸).

(اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لکھنے پڑھنے والے نہیں تھے، اور یہ ان کی عام صفت تھی اگرچہ ان میں شاذ و نادر لوگ لکھنا(پڑھنا) جانتے تھے۔

مولانا ثناء اللہ پانی پتیؒ ﴿الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"امی" اماں کی طرف منسوب ہے یعنی اس حالت پر پیدائش کے وقت تھا۔ مطلب یہ کہ نہ لکھا ہے نہ پڑھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم امی گروہ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب داں ہیں (بخاری و مسلم)بعض نے امی سے مراد امت کی طرف منسوب کیا ہے کہ امت کثیر ہو گی، امی اصل میں امتی تھا نسبت کی وجہ سے تاء کو حذف کر دیا گیا جیسے مکی اور مدنی میں تاء کو حذف کر دیا گیا۔بعض کے نزدیک "امی" ام القری کی طرف منسوب ہے یعنی مکہ کے رہنے والے"(۲۹)۔

پیر محمد کرم شاہؒ نے بھی امی کے ذیل میں مندرجہ بالا سب ترجیحات کا ذکر کیا ہے(۳۰)۔

مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں:

"لفظ"امی"بنی اسرائیل اپنے علاوہ باقی اقوام کے لیے استعمال کرتے تھے جس طرح آل عمران: ۵۷ میں ہے اس لیے انہی کا لفظ آپ ﷺ کے لیے استعمال کیا گیا"(۳۱)۔

دوسری آیت سورہ جمعہ کی ہے:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾(۳۲)

اس آیت کی تفسیر میں امام سیوطیؒ قتادہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"كان هذا الحى من العرب أمة أمية ليس فيها كتاب يقرءونه، فبعث الله فيهم محمد صلى الله عليه وسلم رحمة وهدى، يهديهم به".

(اس سے عرب لوگ مراد ہیں جن کے پاس پڑھنے کے لیے کتاب نہ تھی اللہ تعالی نے ان کی ہدایت کے لیے ان میں محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا)۔ پھر مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ ﴿الْأُمِّيِّينَ﴾ سے مراد اہل عرب ہیں(۳۳)۔

"قال ابن عباس: الأميون: العرب كلهم، من كتب منهم و من لم يكتب، لأن هم لم يكونوا أهل كتاب و قيل: "الأميون لا يكتبون". پھر منصور بن ابراہیم کا قول نقل کیا: "الأمّي الذی يقراء و لا يكتب- قا ل ابن إسحق: و كان امّياً لم يقراء من كتاب، ولم يتعلم ﷺ "(34). (ابن عباس نے کہا امیون سے مراد تمام عرب ہیں، جو ان میں لکھنا جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں کیونکہ وہ اہل کتاب نہیں تھے اور یہ بھی کہا گیا کہ امیون سے مراد وہ لوگ جو لکھنے نہ جانتے ہوں۔ منصور بن ابراہیم نے کہا کہ امی وہ جو پڑھ سکتا ہو لیکن لکھ نہ سکتا ہو۔ ابن اسحاق نے کہا: امی نہ کتاب پڑھ سکتا ہو اور نہ پڑھا سکتا ہو)۔

سورہ آل عمران میں یہ لفظ دو آیات میں آیا ہے اب ان کی تفسیر ملاحظہ کیجیے:

﴿فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ﴾ (35).

((اے پیغمبر ﷺ) اگر یہ لوگ تم سے جھگڑنے لگیں تو کہنا کہ میں اور میرے پیرو تو اللہ کے فرمانبردار ہو چکے اور اہل کتاب اور ان پڑھ لوگوں سے کہو کہ کیا تم بھی اللہ کے فرمانبردار بنتے اور اسلام لاتے ہو، پس اگر یہ لوگ اسلام لے آئیں تو بے شک ہدایت پالیں اور اگر تمہارا کہنا نہ مانیں تو تمہارا کام صرف اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے)۔

اس آیت کی تفسیر میں امام طبریؒ فرماتے ہیں: "للذين أوتوا الكتاب من اليهود و النصارى ﴿وَالْأُمِّيِّينَ﴾ الذين لاكتاب لهم من مشركي العرب"(36)۔ (جنھیں کتاب دی گئی وہ یہود و نصاری ہیں اور امیون سے مراد عرب کے وہ مشرک جن کے پاس کتاب نہیں تھی)۔

امام قرطبیؒ ﴿وَالْأُمِّيِّينَ﴾ سے مراد مسلمان لیتے ہیں:

﴿لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ﴾ قيل: إن اليهود كانوا إذا بايعوا المسلمين يقولون: ﴿لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ﴾(37) (یہود جب جب مسلمانوں سے خرید و فروخت کرتے تو کہتے کہ امیین کے معاملات کے بارے میں ہم سے کوئی پوچھ گچھ نہیں)۔

امام جلال الدین سیوطیؒ سورۃ آل عمران آیت: 20 کی تفسیر ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، اور ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں: ﴿لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ﴾ قال: اليهود و النصارى ﴿وَالْأُمِّيِّينَ﴾ الذين لا يكتبون(38) (﴿أُوتُوا الْكِتَابَ﴾ سے مراد یہود و نصاری اور امیین سے مراد وہ

لوگ جو لکھنا نہ جانتے ہوں)۔ اور آیت 75:3 کی تفسیر میں ﴿وَالْأُمِّيِّينَ﴾ سے اہل عرب مراد لیتے ہیں(39)۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ آل عمران:20 میں ﴿أُوتُوا الْكِتَابَ﴾ سے مراد یہود و نصاریٰ اور ﴿وَالْأُمِّيِّينَ﴾ سے مراد وہ جو اہل کتاب نہیں جیسے مشرکین عرب(40)۔اور یہی معنی آل عمران:75 میں لیتے ہیں(41)، اسی طرح پیر محمد کرم شاہؒ آل عمران:20 میں ﴿وَالْأُمِّيِّينَ﴾ سے مراد ان پڑھ(42) اور آل عمران:75 میں ان پڑھ اور مراد اہل عرب ہیں(43)۔

امین احسن اصلاحیؒ آل عمران:20 میں ﴿وَالْأُمِّيِّينَ﴾ کا مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں:

''امی'' مدرسی و کتابی تعلیم و تعلم سے ناآشنا کو کہتے ہیں امییّن کا لفظ اسماعیلی عربوں کے لیے بطور لقب استعمال ہوتا تھا۔ بنی اسرائیل جو اہل کتاب تھے اس کے بالمقابل عربوں کے لیے امیت کا لفظ، اور ہو سکتا ہے کہ اہل عرب کے لیے یہ لقب بنی اسرائیل نے شروع کیا ہو''(44)۔

''امیّون'' کا لفظ سورہ بقرہ میں بھی آیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ﴾(45)

(اور بعض ان میں ان پڑھ ہیں کہ اپنی آرزوں کے سوا اللہ کی کتاب سے واقف ہی نہیں اور وہ صرف اٹکل سے کام لیتے ہیں)۔

تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ اس آیت میں خطاب یہودیوں سے ہے اور لفظ ''امیّون'' یہودیوں کے لیے ہی استعمال ہوا ہے اور خاص طور پر ان یہودیوں کے لیے جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اور کتابی علم سے بالکل ناواقف تھے۔

امام طبریؒ ﴿وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ﴾ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"و من هؤلآء اليهود... وأرى أنّه قيل لأمّي(أمياً)نسبة له بأنه لايكتب إلى(أمه)، ماذا كان معنى (الامّي) في كلام العرب ما وصفنا، فالدي هو أولى بتاويل قوله: ﴿وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ﴾و منهم من لا يحسن أن يكتب"(46). اور ان میں سے یہودی ہیں اور میرا خیال یہ ہے کہ امی کو نہ لکھنے کی وجہ سے اس کی ماں کی طرف منسوب کیا گیا۔ کلام عرب میں امی کا معنی کیا ہے جو ہم نے بیان کیا۔ اس کا سب سے افضل معنی یہ ہے کہ ان میں سے بعض وہ ہیں جو اچھی طرح لکھ نہیں سکتے)۔

امام سیوطیؒ اس آیت کی تفسیر میں مجاہدؒ کا قول نقل کرتے ہیں:

ابن جرير عن مجاهد فی قوله: ﴿وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ﴾ قال: ناس من يهود لم يكونوا يعلمون الكتب شيئاً، و كانوا يتكلّمون بالظّن بغير ما فى كتاب الله(47).

(یہود کے وہ لوگ جو کتاب میں سے کچھ نہیں جانتے تھے وہ کتاب کے بغیر اٹکل پچو سے بولتے تھے)۔

امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں:

﴿وَمِنْهُمْ﴾أی: من اليهود، و قيل: من اليهود و المنافقين﴿أُمِّيُّونَ﴾أي من لا يكتب ولا يقرأ، واحدهم أمي...ومنهم أهل الكتاب لايعلمون الكتاب(48) .

(اور﴿وَمِنْهُمْ﴾ سے مراد یہود ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہود و منافقین مراد ہیں۔اور﴿أُمِّيُّونَ﴾ سے مراد جو لکھ پڑھ نہ سکتا ہو،اس کا واحد امی ہے اور اہل کتاب میں سے وہ لوگ جو کتاب کا علم نہیں رکھتے)۔

علماء و مفسرین اور کریگ کے نظریے کا تقابل

ان قدیم اور جدید مفسرین کی تفاسیر سے ایک بات تو واضح ہو گئی کہ لفظ امّی کا معنی ان پڑھ اور اس سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کتابی علم اور اکتسابی علم سے بالکل کورے تھے ایسے کورے کہ جیسے بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور جہاں تک اس کی جمع امیّون یا امیّین کا تعلق ہے تو اس کو قرآن نے مختلف جگہ پر مختلف لوگوں کے لیے استعمال کیا ہے۔ زیادہ تر اس سے مراد اہل عرب اور سورہ بقرہ میں یہودی مراد لیے گئے ہیں لیکن معنی ہر جگہ مشترک ہے ان پڑھ ہونا، کتابی علم سے بے بہرہ اور ایسے لوگ یا لوگوں کا گروہ جن میں پڑھنا لکھنا مروج نہ ہو۔

اس لیے لفظ امّی کی جو تشریح و تعبیر کریگ نے مراد لی ہے وہ صحیح معلوم نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ کریگ نے اپنے موقف کی تائید میں نہ تو اہل لغت اور کلام عرب سے کوئی ثبوت پیش کیا ہے اور نہ ہی تفسیر، سیرت اور تاریخ سے کوئی حوالہ دیا۔حالانکہ حدیث و سیرت میں بعض ایسے واقعات ملتے ہیں جن کی وجہ سے بعض مسلمان اسکالرز نے بھی آپ ﷺ کی امیت سے جزوی طور پر انکار کیا ہے جزوی اس لیے کہ جو آپ ﷺ کی امیت کے قائل نہیں ہیں وہ بھی آپ ﷺ کی زندگی کے دو ادوار ذکر کرتے ہیں:۔ قبل از نبوت اور بعد از نبوت۔ اس بات پر تو سب متفق ہیں کہ نبوت سے پہلے آپ ﷺ امّی محض تھے یعنی لکھنا پڑھنا

بالکل نہ جانتے تھے کیونکہ قرآن پاک کی یہ آیت اس طرف صاف اشارہ کرتی ہے۔ ﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ﴾(49)

(اور تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے ایسا ہوتا تو اہل باطل ضرور شک کرتے)۔

اس کے علاوہ جو لوگ آپ ﷺ کے لکھنے پڑھنے کے قائل ہیں اس کی وجہ چند واقعات ہیں جن سے بعض لوگوں کو یہ اشتباہ ہوا کہ آپ ﷺ لکھ پڑھ سکتے تھے۔

فتح الباری میں ہے: أن النبی ﷺ لما أمر معاوية أن يكتب لأقرع بن حابس وعينية بن حصن، قال عينية: أترانى أذهب إلى قومى بصيحفة المتلمس؟ فأخذ رسول الله ﷺ الصحيفة فنظرفيها، فقال: قد كتب لك بما أمر فيها(50).

(نبی ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اقرع بن حابس اور عینیہ بن حصن کے لیے لکھ دے ،عینیہ نے کہا کہ میں نے اپنی قوم کے لیے ایک تحریر کی درخواست کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے تحریر پکڑی اسے دیکھا اور فرمایا تیرے لیے لکھ دیا گیا جو کہا گیا تھا)۔

جبکہ امام بن حجرؒ نے ہی اس قول کو ضعیف لکھا ہے(51)اس کے علاوہ وہ مندرجہ ذیل واقعات سے بھی استدلال کرتے ہیں:

ان میں پہلا واقعہ صلح حدیبیہ کا ہے جسے امام بخاریؒ نے اس طرح روایت کیا ہے:

عن براء رضي الله عنه قال:"اعتمر النبی ﷺ فی ذی القعدة فأبی أهل مكة أن يدعوه يدخل مكة حتى قاضاهم على أن يقيم بها ثلاثة أيّام. فلمّا كتبوا الكتاب كتبوا: هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله ﷺ، فقالوا: فلو نقربها، فلو نعلم أنّك رسول الله ما منعناك، لكن أنت محمد بن عبد الله، قال:"أنا رسول الله، وأنا محمد بن عبدالله"، ثم قال لعلي: "أمحُ: رسول الله قال: لاوالله لا أمحوك أبدا، فأخذ رسول الله ﷺ الكتاب فكتب: هذا ما قاضى عليه محمد بن عبد الله،...الخ"(52) .

(حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ماہ ذی قعدہ میں عمرے کا ارادہ کیا لیکن مکے والوں نے آپ ﷺ کو نہ جانے دیا یہاں تک کہ فیصلہ یوں ہوا کہ آپ ﷺ تین ایام مکہ

میں رہیں گے۔جب صلح نامہ لکھنے لگے تو اس میں یہ الفاظ لکھے، یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ راضی ہیں،کافر کہنے لگے ہم آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار نہیں کرتے اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے ہوتے تو آپ کو روکتے ہی کیوں آپ محمد بن عبداللہ لکھیے۔آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں پھر حضرت علیؓ سے فرمایا رسول اللہ کا لفظ مٹا دے انہوں نے کہا واللہ میں تو کبھی نہ مٹاؤں گا چنانچہ آپ ﷺ نے کاغذ اپنے ہاتھ میں لیا اور یوں لکھا یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے فیصلہ کیا۔۔۔الخ)

جبکہ صحیح بخاری ہی میں دوسری حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں:

عن براء بن عازب قال: "لما صالح رسول الله صلى الله عليه وسلم أهل الحديبية كتب علي رضي الله عنه كتابا، فكتب محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال المشركون: لاتكتب: محمد رسول الله، لو كنت رسولاً لم نقاتلك، فقال لعلي: أمحه، قال علي: ما أنا بالذى أمحاه، فمحاه رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده وصا لحهم على...الخ" (53).

(براء بن عازب نے کہا:جب رسول اللہ نے اہل حدیبیہ سے صلح کی،تو علی رضی اللہ نے معاہدہ لکھا، تو انھوں نے محمد رسول اللہ ﷺ لکھا،مشرکوں نے کہا: محمد رسول اللہ نہ لکھو، اگر یہ رسول ہوتے تو ہم ان سے نہ جھگڑتے،آپ ﷺ نے علیؓ سے فرمایا:اس کو مٹادو،علیؓ نے عرض کی: میں اس کو نہیں مٹا سکتا،تو رسول اللہ نے اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور ان شرائط پر صلح کی۔۔۔)۔

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لفظ رسول اللہ اپنے ہاتھ سے مٹا دیا لیکن یہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے خود اس صلح نامہ پر محمد بن عبداللہ لکھا۔ جبکہ صحیح مسلم میں حضرت براابن عازبؓ سے ہی روایت ہے جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ مجھے دکھائیں کہاں ''محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا ہے اور اس کے بعد آپ ﷺ نے اسے مٹایا۔

عن براء بن عازب..."فأمر علياً أن يمحاها، فقال علي: لا، والله لاأمحاها..فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أرني مكانها، فأراه مكانها، فمحاها، وكتب: ابن عبد الله"(54).

(براء بن عازب سے روایت ہے۔۔۔ علیؓ کو اس کے مٹانے کا کہا، تو علیؓ نے کہا: اللہ کی قسم میں اسے ہر گز نہ مٹاؤں گا۔۔۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے وہ جگہ دکھاؤ، تو میں نے وہ جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دکھا دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مٹادیا اور ابن عبد اللہ لکھا)۔

مسند امام احمد میں ہے:

قال لعلي: "أمح "رسول الله"، قال: "والله لا أمحوك أبدًا؛ فأخذ النبي صلى الله عليه وسلم الكتاب وليس يحسن أن يكتب، فكتب وكان رسول الله هذا ما قاضى عليه محمدبن عبدالله"(۵۵).

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا: رسول اللہ مٹا دو، عرض کیا: اللہ کی قسم میں تو نہیں مٹاؤں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر اپنے ہاتھ میں لی حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا نہیں جانتے تھے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد بن عبد اللہ نے کیا)۔

ان تمام احادیث سے یہی بات واضح ہوتی ہے کہ صلح حدیبیہ کے وقت جب سہیل بن عمرو نے لفظ رسول اللہ پر اعتراض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اسے مٹانے کا حکم دیا حضرت علیؓ کی معذرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے لفظ رسول اللہ جہاں لکھا ہوا تھا وہ مقام پوچھا اور پھر اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور محمد بن عبداللہ اور باقی معاہدہ لکھنے کا حکم دیا۔ اصل مسئلہ لفظ "کتب" کے معنی لکھنا مراد لینے سے پیدا ہوا۔ حالانکہ ان احادیث میں کتب سے مراد لکھنا کی بجائے لکھنے کا حکم دینا، حالات و واقعات اور معنی و مفہوم کے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے کیونکہ جہاں بھی بادشاہوں کے خطوط اور معاہدات میں کہا جاتا ہے کہ فلاں بادشاہ یا گورنر نے یہ فرمان لکھا ہے تو اس سے مراد لکھنے کا حکم دینا ہوتا ہے کیونکہ یہ فرمان اور معاہدہ اس بادشاہ کا لکھا ہوا نہیں ہوتا بلکہ اس کے حکم کی وجہ سے اس کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں ان خطوط کے بارے میں آتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کو لکھے، كتب إلى قيصر، كتب إلى النجاشي، كتب إلى كسرى حالانکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نہیں لکھے تھے۔ صحیح بخاری کی ایک دوسری حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو لکھنے کا حکم دیا:

فقال النبي صلى الله عليه وسلم: إني لرسول الله وإن كذبتموني: أكتب: محمد بن عبدالله(56).

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم نے میری تکذیب کی ہے: محمد بن عبد اللہ لکھو)۔

صحیح مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا دکھاؤ کہاں لکھا ہے جبکہ مسند احمد میں ہے کہ آپ ﷺ نے تحریری مسودہ اپنے ہاتھ میں لیا حالانکہ آپ ﷺ لکھنا نہیں جانتے تھے یہ صاف طور پر اس بات کا انکار ہے کہ آپ ﷺ نے کچھ لکھا ہو اور مسودہ ہاتھ میں لینے کا صاف مطلب جو صحیح مسلم سے واضح ہو گیا کہ لکھنا نہیں بلکہ مٹانا تھا۔

بخاری میں حضرت براء بن عازب سے اسی سلسلے میں ایک اور روایت ہے جس سے اس بات کی تائید ہو جاتی ہے:

عن براء بن عازب رضی الله عنه...قال أخذ یکتب الشرط بینهم علی بن أبی طالب: فکتب: "هذا ما قاضی علیه محمد رسول الله فقالوا: لو علمنا أنك رسول الله لم نمنعك و لبایعناك، ولکن أکتبُ: هذا ما قاضی علیه محمد بن عبدالله، فقال: أنا و الله محمد بن عبدالله، وأنا والله رسول الله، قال وکان لایکتب، قال فقال العلی: "أمح رسول الله، فقال علی: "والله لا أمحاه ابداً"، قال: فارنیه، قال فأراه إیّاه، فمحاه النبی صلی الله علیه وسلم بیده... الخ"(57).

(براءؓ سے روایت ہے۔۔۔یہ شرطیں حضرت علیؓ نے لکھنا شروع کیں یوں لکھا یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد ﷺ اللہ کے رسول نے فیصلہ کیا اس پر قریش کے کافر کہنے لگے اگر ہم آپ ﷺ کو اللہ کا رسول مانتے تو روکتے کیوں؟ آپ کی بیعت کرلیتے،یوں لکھیے یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے فیصلہ کیا۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا خدا کی قسم میں عبداللہ کا بیٹا محمد ہوں اور خدا کی قسم میں اللہ کا رسول بھی ہوں،براء کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لکھنا تو نہ جانتے تھے،آپ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دو،حضرت علیؓ نے عرض کی خدا کی قسم میں تو اس کو کبھی نہیں مٹاؤں گا آپ ﷺ نے فرمایا اچھا مجھے دکھاؤ یہ لفظ کہاں ہیں، انہوں نے دکھایا آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے مٹا دیا۔۔۔الخ) اب اگر ان تمام احادیث کو دیکھا جائے تو حضرت براءؓ سے ہی تمام روایات مروی ہیں سوائے بخاری کی باب الصلح والی حدیث تمام احادیث سے یہ ثابت ہو تا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ مجھے دکھاؤ کہاں رسول اللہ لکھا ہواہے پھر آپ ﷺ نے اسے مٹایا اور حضرت علیؓ نے محمد بن عبداللہ اور باقی شرائط معاہدہ لکھیں)۔

اب سیرت اور تاریخ کی کتب کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان سیرت نگاروں اور مورخین سے پوچھتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کی امّیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

سیرت ابن ہشام میں صلح نامہ حدیبیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا لکھو:"ھذا ما صالح علیه محمدبن عبداللّٰه"(58).

حافظ ابن قیمؒ اسی واقعہ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ جب سہیل نے محمد رسول اللہ پر اعتراض کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا اگرچہ تم نے میری تکذیب کی ہے لیکن میں واقعی اللہ کا رسول ہوں، اس طرح لکھو: "محمد بن عبداللہ"(59)۔

سیرت حلبیہ میں ہے جب حضرت علیؓ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں کبھی بھی آپ ﷺ کے نام نہیں مٹا سکتا، آخر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ مجھے دکھاؤ وہ لفظ کس جگہ لکھا ہوا ہے حضرت علیؓ نے وہ لفظ آپ ﷺ کو دکھا دیا آپ ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے اسے مٹادیا اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ لکھو یہ وہ سمجھوتہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو کے ساتھ صلح کی(60)۔

آپ ﷺ امّی محض تھے اس کی تائید ایک اور واقعہ سے بھی ہوتی ہے۔حضرت تمیم بن جراشہؓ بیان کرتے ہیں کہ کہ ہمارے لیے ایک تحریر لکھ دیں جس میں چند باتوں کی اجازت ہو آپ ﷺ نے فرمایا تم خود لکھ لاؤ جو تمھاری سمجھ میں آتا ہے۔۔۔ہم وہ تحریر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے، آپ ﷺ نے پڑھنے والے سے فرمایا پڑھو،جب وہ سود کے بیان پر پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس تحریر کے مقام پر میرا ہاتھ رکھ دو۔۔۔اس کے بعد آپ ﷺ نے اس تحریر کو مٹا دیا(61)۔

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اور صلح حدیبیہ کے واقعہ سے جو کتب سے آپ ﷺ کا ہی لکھنا مراد لیتے ہیں وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ امّی محض تھے اور اس ایک واقعہ میں یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا(62)۔

کریگ کا یہ کہنا کہ امّی سے مراد ان پڑھ نہیں بلکہ آسمانی کتاب کا عربی میں نہ ہونا ہے اگر یہ ایسی ہی بات تھی تو سب سے پہلے ان عربوں کو یہ بات کہنا چاہیے تھی جن کے سامنے آپ ﷺ نے پوری زندگی گزاری تھی جو آپ ﷺ کے سخت ترین دشمن تھے جو آپ ﷺ کی

ذات اور قرآن پر اعتراض کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے انھوں نے آپ ﷺ اور قرآن پر ہزاروں اعتراضات کیے اگر ایسا تھا جیسا کریگ کہتا ہے تو کفارِ مکہ کا کوئی ایسا اعتراض سامنے نہیں آیا جس میں انھوں نے کہا ہو کہ آپ ﷺ تو پڑھنا لکھنا جانتے ہیں آپ ﷺ نے تو فلاں فلاں سے تعلیم حاصل کی ہے آپ نے تجارت کے سلسلے میں فلاں وقت فلاں شخص سے لین دین کا معاہدہ لکھا تھا پھر قرآن آپ کو امّی کیسے کہتا ہے۔ لیکن آپ ﷺ کا امّی ہونا ایک ایسی حقیقت تھی جس کا انکار کرنے کی ان میں بھی طاقت نہ تھی آپ ﷺ نے کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیے تھے، کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی آپ ﷺ کو کبھی علماء کی مجلس میں جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ قرآن واضح طور پر اس بات کا اعلان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ﴾ (63)

(اور تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے ایسا ہوتا تو اہلِ باطل ضرور شک کرتے)۔

حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُو ...﴾أی: ودع لبثت قومك یا محمد من قبل أن تأتی بهذا القرآن عمرا لاتقراء كتابا ولا تحسن الكتابة بل كل أحد من قومك وغيرهم يعرف أنك رجل أمّی لاتقراء ولاتكتب و هكذا صفته فی الكتب المقدمة كما قال تعالى: ﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ ...﴾...و هكذا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم دائماً إلى يوم الدين لايحسن الكتابة ولا يخط سطرا و لاحرفاً بيده بل كان له كتاب يكتبون بين يده الوحی و الرسائل إلى الأقاليم... قال الله تعالى: ﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ﴾"لتاكيد النفی" ﴿وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ﴾ تاكيد ايضاً (64).

(اے محمد ﷺ اس قرآن کے آنے سے پہلے آپ نے ان میں عمر گزاری کہ نہ کتاب پڑھ سکتے تھے اور نہ لکھ سکتے تھے جبکہ آپ کی قوم کا ہر فرد جانتا ہے کہ آپ ایسے شخص ہیں جو پڑھ لکھ نہیں سکتے، اور آپ کی صفت کتاب مقدس میں بھی ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ ...﴾ اور (اور جو لوگ رسول (نبی امی) کی اتباع کرتے ہیں) ۔۔۔ اور رسول اللہ ﷺ قیامت تک اسی حالت میں رہیں گے کہ اپنے ہاتھ سے ایک سطر اور نہ ایک حرف لکھ سکیں گے بلکہ اس کے پاس جو کتاب ہے وہ وحی ہے جو لکھی جاتی ہے، اللہ

نے فرمایا، ﴿وَمَا كُنتَ تَتْلُو مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ﴾ (اور تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے) یہ نفی کی تاکید کے لیے ہے ﴿وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ﴾ اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے)۔ یہ بھی تاکید کے لیے ہے)۔

اور مکہ بھی کوئی علماء کا شہر نہیں تھا اور نہ ہی آپ ﷺ مکہ سے طویل عرصہ تک غائب رہے اور جب کبھی مکہ سے باہر گئے بھی تو تن تنہا نہیں بلکہ پورے قافلہ کے ساتھ گئے اس لیے تاریخ سیرت حتی کے مستشرقین کی کتب میں بھی ایسی کوئی دلیل نہیں ملتی جس سے ثابت ہو کہ آپ ﷺ نے کسی سے پڑھنا لکھنا سیکھا ہو۔ اس کے علاوہ عرب میں اس وقت اپنی علمیت کا رعب جھاڑنے کے لیے سالانہ میلے لگتے تھے جس میں ادیب اور شعراء اپنا اپنا نادر کلام پیش کر کے سامعین سے داد تحسین وصول کرتے تھے کوئی ایسی مثال نہیں ملتی جس سے ثابت ہو کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی ان میلوں میں کچھ پڑھ کر سنایا ہو حالانکہ آپ ﷺ عرب میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ تھے اور دوسری بات اس وقت مکہ اور مدینہ میں اگرچہ عیسائی نہ ہونے کے برابر تھے لیکن یہودی تو پڑھی لکھی قوم موجود تھی انھوں نے بھی آپ ﷺ کے امّی ہونے پر کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔

سوچنے کی بات ہے کہ جب امّی کا معنی ان پڑھ لیا جاتا ہے تو امیّین کا معنی ان پڑھ کیوں نہیں لیا جاتا اگر اس لفظ کو کتابی اور غیر کتابی کے مفہوم میں ہی لیا جائے تو پھر بھی وہی مفہوم نکلتا ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے کیونکہ کتابی سے مراد وہ لوگ جو لکھنا پڑھنا جانتے ہوں اور غیر کتابی وہ لوگ جو نہ کتاب سے دیکھ کر پڑھ سکتے ہوں اور نہ پڑھ لکھ سکتے ہوں عربوں کی یہ صفت قرآن نے ان پڑھ ہونے کی بنا پر ہی بیان کی ہے اہل کتاب سے مراد پڑھے لکھے کتابی علم رکھنے والے اور امیّین سے مراد ان پڑھ کتابی علم سے بے بہرہ، کیونکہ قرآن نے یہ فرق خود یہود کے دو گروہوں کے ذکر میں واضح کر دیا ہے (۲:۸۷) اب اگر کریگ کی ہی بات کو درست تسلیم کر لیا جائے کہ اس سے مراد آسمانی کتاب والے اور غیر آسمانی کتاب والے مراد ہیں تو سورہ بقرہ کی اس سے کیا مراد لیا جائے گا جس میں یہود اہل کتاب کے لیے بھی امیّون کا لفظ آیا ہے حالانکہ یہود سارے اہل کتاب ہیں لیکن جو ان پڑھ جاہل اور تورات پڑھنے کی اہلیت نہیں رکھتے

تھے انھیں بھی قرآن نے امیّون (ان پڑھ) کہاہے۔حالانکہ اصطلاحی طور پر وہ سارے اہل کتاب ہی ہیں۔

جہاں تک کریگ کی اس بات کا تعلق ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کے اعجاز کو ثابت کرنے کے لیے امّی کا ترجمہ ان پڑھ کیا ہے توسوال یہ ہے کیا قرآن کا اعجاز صرف یہی ہے کہ اس کا ظہور ایک ان پڑھ شخص سے ہوا ہے اس کے علاوہ جو سینکڑوں وجوہ اعجاز ہیں قرآن کی حقانیت کے لیے وہی کافی ہیں اگر اس ایک وجہٗ اعجاز کو چھوڑ بھی دیں تو کیا قرآن کا اعجاز ختم ہو جائے گااگر کریگ ہی کی بات مان لیں کہ آپ ﷺ پڑھے لکھے تھے تو قرآن کا اعجاز تو پھر بھی باقی رہتاہے کہ ایک جب ایک پڑھا لکھا شخص قرآن جیسا لاثانی کلام پیش کرسکتاہے تو تم سارے پڑھے لکھے ایسا کیوں نہیں کرسکتے۔اگر پڑھا لکھا ہی ایسا کر سکتاہے تو قرآن کے اس چیلنج کو قبول کر کے اس کو غلط ثابت کردو۔

﴿ وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴾ (65)

(اور اگر تمہیں اس میں کوئی شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیاتو اس کی مثل ایک سورت ہی بنالاؤ اوراللہ کے سوااپنے تمام مددگاروں کوبلالو اگر تم سچے ہو)۔

کریگ کا لفظ امیّین کو یہود کے مقابلے میں اس لیے استعمال کرنا کہ یہود کے پاس چونکہ کتاب تھی اس لیے وہ اہل کتاب کہلائے اور اہل عرب کے پاس کوئی آسمانی کتاب عربی میں نہ تھی اس لیے امیّن کہلائے۔کریگ کا یہ موقف اس لیے بھی غلط ہے کہ اس سے یہ اشتباہ پیدا ہوتاہے کہ اہل عرب آسمانی کتاب کے علاوہ جو کتاب بھی عربی میں ہوتی پڑھ سکتے تھے جب کہ ایسانہیں ہے کیونکہ جو چند افراد لکھنے پڑھنے سے آشنا تھے ان کے نام تک محفوظ ہیں ہاں یہ بات ہو سکتی ہے کہ یہود حقارت و توہین کے لیے اہل عرب کے لیے یہ لفظ بولتے ہوں کیونکہ ان میں لکھنا پڑھنا مروج نہ تھا اور ان کی اکثریت ان پڑھ تھی۔ اور جہاں تک آپ ﷺ کی ذات کا تعلق ہے تو آپ ﷺ امّی (ان پڑھ) تھے۔

خلاصہ بحث

امیت رسول ﷺ پر مستشرق کینتھ کریگ(Kenneth Cragg)اور مسلم علماء ومفسرین کی معروضات کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ لفظ امی قرآن مجید میں مختلف سیاق وسباق میں استعمال ہوا۔

۲۔ مستشرق کریگ کے ہاں لفظ امی، امیون یا امیین کا معنی وہ شخص، اور قوم ہے جس پر کوئی آسمانی کتاب نہ نازل ہوئی ہو اوراس کا اطلاق عربوں پر اہل کتاب کے مدمقابل بھی اسی وجہ سے ہوا کہ عرب قوم پر انہی کی زبان پر کوئی الہامی کتاب نازل نہیں ہوئی تھی۔ لیکن مسلم علماء ومفسرین کی تحقیق کے مطابق مستشرق کریگ اور ان کی طرح کے دیگر مستشرقین کی اس لفظ پر کی گئی تحقیق قرآن مجید میں اس لفظ کے تمام مقامات کا احاطہ نہیں کرتی۔

۳۔ مسلم مفسرین وعلماء کے ہاں اس لفظ کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جو پڑھ سکتا ہو نہ لکھ سکتا ہو۔

۴۔ کریگ اور اس کی طرح کے دیگر مستشرقین کا اس طرح کی تحقیق کا مقصد بنیادی طور پر قرآن کے وحی الہی نہ ہونے کو ثابت کرنا ہے لیکن ان کی ان تحقیقات کے باوجود قرآن کا کلام الہی اور اس کے معجز ہونے کے لیے چنداں مضر نہیں کیونکہ قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے اور اس کے اعجاز پر دیگر بے شمار اور واضح شواہد دلالت کرتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

ا۔ سورۃ الانفال، ۸:۱۶۔

2- A policy of Hope: Kenneth Cragg and Islam, Christopher lamb, Melisende, London, 2014, pp. 235-238.

3- Muhammad in the Quran:The task and the Text,Kenneth Cragg, Melisende, London, 2002, p.71.

4- Muhammad and the Christian: A Question of response, Kenneth Cragg, LondonDLT,1985, Kenneth Cragg, p.86.

5- Muhamamd in the Quran,p.71.

۶۔ سورۃ الجمعہ: 2:62۔

7- Muhammad in the Quran,p.71.

8- Ibid, p.72.

9- Ibid, p.83.

10- Muhamamd and the Christian, p.86.

11- Muhammad and the Christian, p.86.

۱۲۔ سورۃ سبا،44:34۔

13-The Event of the Quran, p.59.

۱۴۔ سورۃ آل عمران،20:3۔

15-The Event of the Quran, p.60.

۱۶۔ سورۃ الأعراف،157:7۔

۱۷۔ سورۃ آل عمران،20:3،75۔

18-سورۃ البقرۃ،78:2۔

19۔ افریقی،ابن منظور،لسان العرب، مطبوعہ ایران،1405ھ،12/34۔

20- اصفہانی، امام راغب، ابی القاسم الحسین بن محمد، المفرادات فی غریب القرآن، دارالمعرفۃ، بیروت، ص23۔

21- ایضا۔

22- ایضا،ص:24۔

۲۳- ابن قتیبہ، ابو محمد عبداللہ بن مسلم، غریب الحدیث،دار المعرفۃ،بیروت، ۱/84۔

24- سورۃ الأعراف،157:7۔

25- سیوطی، امام جلال الدین، الدرمنشورفی التفسیر بالماثور، قاھرہ،2003، 6/610۔
26۔ ایضاً۔
27۔ قرطبی، ابوعبد اللہ محمد بن عبداللہ، الجامع الاحکام القرآن، الرسالہ، بیروت، 1448ھ، ۹/353۔
28۔ رازی، امام، فخر الدین،مفاتیح الغیب، دار لکتب، 7/213۔
29۔ پانی پتی، ثناء اللہ، تفسیر مظہری(اردو)خزینہ علم و ادب،لاہور،ص: 281-82۔
30۔ پیر محمد کرم شاہ،ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور،2/90۔
31۔ مودودی، ابو الاعلی، تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت،لاہور، 2/85۔
32۔ سورۃالجمعۃ،2:62۔
33۔ سیوطی، الدر منشور، 14/455۔
34۔ قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، 10/452۔
35۔سورۃ آل عمران،3:75،3،20۔
36۔ طبری،ابو جعفر محمد بن جریر، جامع البیان في تفسیر آي القرآن، 2/432۔
37۔ قرطبی،الجامع الاحکام، 5/180۔
38۔ سیوطی، الدر منشور، ۳/491۔
39۔ ایضاً، 3/630۔
40۔ پانی پتی، قاضی ثناء اللہ،تفسیر مظہری(اردو)،ص141۔
41۔ ایضاً،ص189۔
42۔ضیاء القرآن، ۱/216۔
43-ایضاً،ص:245۔
44۔ اصلاحی، امین احسن، تدبر القرآن، فاران فاونڈیشن لاہور،2،2001/53۔
45۔سورۃالبقرۃ،2:78۔
46۔طبری، جامع البیان في تفسیر آي القرآن، ۱/261۔
47۔سیوطی، الدر منشور، ۱/432۔
48۔ قرطبی،الجامع الاحکام، 2/216۔
49۔سورۃالعنکبوت،29:48۔
50۔عسقلانی،امام ابن حجر، احمد بن علی بن حجر،فتح الباری، الداریان، قاھرہ،1986، 7/504۔
51۔ایضاً۔

52۔امام بخاری، صحیح بخاری،کتاب الصلح، باب کیف یکتب هذا ما صالح فلان ابن فلان، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2005،رقم الحدیث: 2520۔

53۔ایضا، رقم الحدیث: 2519۔

54۔امام مسلم،صحیح مسلم،کتاب الجهاد و السیر، رقم الحدیث: 4631۔

55۔امام احمد،المسند، 4/298۔

56۔ صحیح بخاری،کتاب الشرط،باب الشروط فی الجهاد،مکتبہ رحمانیہ،رقم الحدیث: 4۔

57۔ صحیح بخاری،کتاب الجهاد و السیر، باب المصالحة علی ثلاثة أيام أو وقت معلوم، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2/231۔

58-ابن ہشام،سیرت النبی ﷺ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، 2/378۔

59۔ابن قیم، زادالمعاد(اردو)نفیس اکیڈمی،کراچی1982، 2/221۔

60۔حلبی،علی بن برہان الدین، سیرت حلبیہ،(اردو)دارالشاعت، کراچی2009، 5/83،شبلی نعمانی،سیرت النبی، دار اشاعت،کراچی، ا/264،عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوت(اردو)،مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، 1974، ا/۶۱۳) ، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی،ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور،4/146۔

61۔ابن الاثیر، علی بن محمد الجزری، اسد الغابہ فی تمیز الصحابہ(اردو)المیزان ناشران کتب، لاہور، 2006ء، ا/317۔

62۔ابن خلدون،عبدالرحمن،تاریخ ابن خلدون(اردو)نفیس اکیڈمی،کراچی،1981، ا/134۔35۔

63۔سورۃالعنکبوت،29:48۔

64۔ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دارلکتب العلمیہ،بیروت،1998، 6/258۔

65۔سورۃالبقرۃ،2:23۔